مُفت خوری اور کسبِ حلال

میاں محمد سعید جھنڈیر

مفت خوری ہمارے ملک کی ایک قبیح سماجی برائی ہے۔ جو قدیم اور انتہائی شدید نوعیت کا معاشرتی ناسور ہے۔ آج ہمیں ایک قوم اور انفرادی حیثیت سے جن سنگین معاشرتی مسائل کا سامنا ہے۔ مفت خوری یا گداگری ان میں سے ایک انتہائی سنگین مسئلہ ہے۔ اس مسئلہ کو ہمیں خود حل کرنا ہے۔ جس سے ایک صحیح اسلامی معاشرے کی تشکیل ہو گی۔ لہٰذا ہم اس کا حل قرآن کریم اور حدیث پاک کی روشنی میں تلاش کرنے کی کوششیں کرتے ہیں کہ اسلام میں مفت خوری یا گداگری کس حد تک جائز ہے اور کسب حلال پر کتنی شدت سے زور دیا گیا ہے نیز اسلامی حکومت پر کیا فرض عائد ہوتا ہے۔ اگرچہ اس مسئلہ پر اس سے قبل بہت کچھ لکھا جا چکا ہے اور مزید لکھنا مثل چراغ جلانے کے ہے۔ پھر بھی ہم اپنی صلاحیت کے ساتھ اس معاشرتی برائی کا علاج ڈھونڈنے کی کوششیں کرتے ہیں۔

قرآن کریم میں متعدد آیات حلال، پاک اور نیک کمائی کھانے کے بارے میں ہیں۔ درج ذیل کی آیت مبارکہ ہمارے موضوع مقصد کے لئے صحیح ترجمانی اور حکم کا درجہ رکھتی ہے۔

آیت: للفقرآء الذین احصروا فی سبیل اللہ لا یستطیعون ضربا فی الارض یحسبھم الجاھل اغنیاء من التعفف تعرفھم بسیمٰھم لا یسئلون الناس الحافا۔ (از پارہ سوم، رکوع ۲)

ترجمہ: خیرات ان لوگوں کا حق ہے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں گھرے بیٹھے ہیں اور ملک میں کسی طرف نہیں جا سکتے بے خبر ان کی خودداری کی وجہ سے غنی سمجھتے ہیں حالانکہ ان کی شکل و صورت سے پہچانا جا سکتا ہے مگر وہ لوگوں سے لپٹ کر نہیں مانگتے۔

قرآن کریم کی اس آیت مبارکہ میں فقر و فاقہ میں جو اعلیٰ خودداری کا معیار بتایا گیا ہے۔ اس کو قابل ستائش اور اخلاقی وصف قرار دیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ زندگی کی بلندیوں اور پستیوں میں حرص و طمع کے موقع پر بھی خودداری کا دامن

ہاتھ سے ؛ جبوڑ نے کو قرآن حکیم نے ایک بہترین اور قابل تحسین وصف قرار دیا ہے۔ کیونکہ بعض لوگ تو انتہائی خستہ حالی میں بھی خود کو لوگوں کے سامنے نہایت اچھی حالت میں نمایاں رکھتے ہیں اور اپنے فقر و فاقہ سے صرف خدا تعالیٰ کے سوا کسی کو بھی واقف نہیں ہونے دیتے۔ یعنی وہ اپنی عزت نفس اور شان و مرتبے کی حفاظت خود کرتے ہیں اور یہی وہ لوگ ہیں جن کی رب العزت نے تعریف فرمائی ہے۔ یعنی "لایسئلون الناس الحافاً" امام رازی فرماتے ہیں کہ وہ زبان سے تو سوال ہی نہیں کرتے۔ لیکن اپنی خستہ حالی کا بھی اظہار نہیں کرتے لایسئلون الناس الحافاً کسی سے لپٹ کر سوال نہیں کرتے حدیث پاک کی کتب میں اس کی تفسیر کے لئے بہت سی احادیث ہیں جن میں مفت خوروں یا گداگروں کے متعلق وضاحت ہو جاتی ہے۔ مثلاً مندرجہ ذیل احادیث ملاحظہ فرمائیے۔

عن ابی سعید الخدری قال سرحتنی امی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاتیتہ فقعدت فاستقبلنی وقال من استغنی اغناہ اللہ عزوجل ومن استعف اعفہ اللہ عزوجل ومن استکفر کفاہ اللہ عزوجل ومن یسال ولہ قیامۃ اوقیۃ فقد الحف فقلت ناقتی الیاقوۃ خیر من اوقیہ فرجعت ولم اسالہ (از سنن نسائی جلد دوم صفحہ ۱۳۲)۔

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ میری ماں نے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس روانہ کیا میں آیا اور بیٹھا آپ میرے سامنے منہ مبارک کر کے بیٹھے اور فرمایا جو شخص بے پرواہی کرے گا لوگوں سے اللہ تعالےٰ اس کو بے پرواہ کر دے گا۔ جو شخص سوال سے بچے گا اللہ تعالےٰ اس کو بچائے گا اور جو شخص تھوڑے پر کفایت کرے گا اللہ تعالےٰ اس کو کفایت دے گا اور جو شخص سوال کرے گا جبکہ ایک اوقیہ (چالیس درہم) برابر مال ہو گا تو اس نے الحاف کیا میں نے دل میں سوچا میری اونٹنی یاقوتہ ایک اوقیہ سے بہتر ہے تو میں سوال کئے بغیر لوٹ آیا۔

عن معاویہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لاتلحفونی فی المسئلۃ ولایسئلنی احد منکم شیأً وانالہ کارہ فیبارک اللہ لہ فیما اعطیتہ من ا...ف۔ از سنن نسائی جلد دوم صفحہ ۱۳۲۔

ترجمہ: حضرت معاویہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گڑگڑا کر اور چمٹ کر مت مانگو جو کوئی تم میں سے مجھ سے مانگتا ہے اور میں دل میں ناراض ہوتا ہوں تو اللہ تعالےٰ اس میں برکت نہیں دیتا تمہارے

چمٹنے کی وجہ سے۔

ایک اور حدیث پاک میں ہے کہ جس کے پاس اتنا مال ہو کہ دوسروں سے اس کو لاپرواہ کر دے پھر بھی سوال کرے قیامت کے دن اس کے چہرہ پہ اس کا سوال زخم ہو گا اس کا منہ نوچا ہو گا لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کتنا پاس ہو تو ؟ آپ نے فرمایا پچاس درہم یا اس کی قیمت کا سونا (یہ تقریباً دس روپے بنتے ہیں)

شام کے ایک قریشی نے حضرت ابو ذر غفاری کی ضرورت کے متعلق سنا تو تین سو بدیاں کھجور بھجوائیں تو آپ خفا ہوئے کہ اس اللہ کے بندے کو کوئی اور مسکین ہی نہیں ملا۔ جو میرے پاس بھیج دیں میں نے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ "چالیس درہم جس کے پاس ہوں اور سوال کرے تو وہ چمٹ کر سوال کرنے والا ہے" (از تفسیر ابن کثیر جلد اوّل پارہ سوم صفحہ ۲۵)۔

کسب حلال :-

اسلام نے کسب حلال پر بہت زور دیا ہے اس ضمن میں احادیث پاک سے روشنی ڈالی جاتی ہے جس سے اس کی اہمیت اور حکم کا صحیح اندازہ ہو سکے گا۔

عن ابی ھریرہ یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لان یحتز احدکم حزمۃ حطب علی ظہرہ فیبیعھا خیر من ان یسال رجلاً فیعطیہ او یمنعہ۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم میں سے کوئی ایک گٹھا لکڑیوں کا اپنی پیٹھ پہ اٹھا کر بیچے تو بہتر ہے اس سے کہ سوال کرے پھر کوئی دے یا نہ دے۔

عن ابی سعیدہ الخدری ان ناسا من الانصار سألوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاعطاھم ثم سالوہ فاعطاھم حتی اذا نفد ما عندہ قال ما یکون عندی من خیر فلن ادخرہ عنکم ومن یستعفف یعفہ اللہ ومن یصبر یصبرہ اللہ وما اعطی احد عطاء ھو خیر واوسع من الصبر۔ (از سنن نسائی جلد دوم صفحہ ۱۳۰

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ کچھ انصار کے لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا آپ نے ان کو دیا پھر سوال کیا پھر دیا جب آپ کے پاس کچھ نہ رہا تو آپ نے فرمایا میرے پاس جو مال ہو گا

میں تم سے بچا نہ رکھوں گا جو شخص سوال سے بچے اللہ تعالےٰ اس کو بچائے گا اور جو شخص صبر کرے اللہ تعالیٰ اس کو صبر دے گا اور کوئی چیز صبر سے زیادہ بہتر نہیں ہے۔

ایک اور حدیث پاک میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالیٰ ان مومنوں کو دوست رکھتا ہے جو کوئی پیشہ اختیار کر کے روزی کماتے ہیں اور فرمایا کہ جو شخص اپنے اوپر سوال کر کے ایک دروازہ کھولتا ہے حق تعالیٰ اس پر سو دروازے محتاجی، مفلسی اور قلاشی کے کھول دیتا ہے۔

قرآن کریم اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ان تعلیمات کی روشنی میں دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ کس طرح رزق حلال اور کسب حلال کی طلب پر زور دیا گیا ہے اور مفت خوری یعنی دوسروں کے آگے ہاتھ پھیلانے اور بھیک مانگنے سے مسلمانوں کو منع فرمایا گیا ہے۔ علامہ اقبال کا مشہور شعر اس پر کتنا صادق آتا ہے۔

اے طائر لاہوتی اس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

دوسروں کے آگے ہاتھ پھیلا کر اور محنت مزدوری مشقت سے جان چرا کر مانگنے والے کو ہمارے معاشرے میں گداگر یا بھکاری کے نام سے پکارا جاتا ہے جس سے مراد ایسا شخص جو خود کو دوسروں کے سامنے اس قدر قابل رحم حالت میں پیش کرتا ہے جس سے لوگوں کے دلوں میں ہمدردی کے جذبات پیدا ہو سکیں۔ ایسے لوگوں کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے۔

عن عبداللہ بن عمر یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما یزال الرجل یسأل حتی یاتی یوم القیامۃ لیس فی وجھہ مزعۃ من اللحم (سنن نسائی۔ ج ۲ ص ۱۳۰)۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی ہمیشہ مانگتا رہتا ہے وہ قیامت کے دن آئے گا تو منہ پر گوشت کا ایک ٹکڑا بھی نہ ہوگا (یعنی ذلیل وخوار ہو کر آئے گا)

امام احمد نے بروایت ابن ابی ملیکہ لکھا ہے کہ اکثر ایسا ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیق کے ہاتھ سے اونٹ کی مہار چھوٹ گئی تو آپ نے اونٹ کو بٹھا کر خود اتر کر مہار اٹھا لی لوگ کہتے کہ حضرت ہمیں حکم کیوں نہ دیا ہم اٹھا دیتے تو آپ فرماتے کہ میرے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا ہے کہ لوگوں سے کچھ نہ مانگو۔ (از تفسیر مظہری جلد دوم صفحہ ۸۰)

واقعی جب انسان مخلوق سے بے نیاز ہو کر اللہ تعالیٰ کے دامن رحمت کو پکڑ لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کا حامی و ناصر ثابت ہوتا ہے اور اسے کسی چیز کی تنگی میں مبتلا نہیں کرتا خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کا ضامن بننا قبول فرمایا ہے جو خود کو سوال گداگری یا مفت خوری سے بچائے گا۔ حضرت ثوبان سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

من یضمن لی واحدہ فلہ الجنہ قال یحیی ھھنا کلمۃ معناھا ان لایسأل الناس شیأً

(از سنن نسائی جلد دوم صفحہ ۱۲۱)۔

ترجمہ : جو شخص میرے ساتھ یہ عہد کرے کہ لوگوں سے کچھ نہ مانگے گا بس میں اس کے لئے بہشت کا ضامن ہوں غور فرمائیے کہ اسلام نے مسلمانوں کو کس قدر خود دار اور غیور بنانا ہے اور استغنائے خلق کی کتنی اعلیٰ تعلیم دی ہے کہ ہر حالت میں سوال نہ کرنے والے کو خاتمہ بالخیر یعنی جنت کی ضمانت دی گئی ہے۔

اسلام مفت خوری یا گداگری کی اجازت نہیں دیتا تاہم اگر کوئی شخص واقعی مجبوری کی حالت میں پہنچ گیا ہو تو روٹی کے لئے مدد مانگنے کی اجازت ہے لیکن ہمیشہ بھیک مانگنا اور مزدوری نہ کرنے کی ممانعت ہے ایک حدیث شریف میں ہے جسے قبیصہ بن مخارق روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے قبیصہ! سوال کرنا صرف تین آدمیوں کو جائز ہے پہلا شخص وہ ہے جس نے کسی کے قرضہ کی ضمانت دی ہو بس اسے مقدار قرضہ کے برابر سوال کرنا جائز ہے دوسرا وہ جس پر کوئی آفت آئے اور اس کا مال ضائع ہو جائے وہ بھی ضرورت کے مطابق سوال کر سکتا ہے۔ تیسرا شخص وہ ہے جسے اس قدر فاقہ پہنچے کہ اس کی تنگدستی مشہور ہو جائے اور اس کی قوم کے تین دانا آدمی کھڑے ہو کر بیان کر دیں کہ واقعی اس کو سخت ناداری اور فاقہ کشی پہنچی ہے ایسے شخص کے لئے بھی سوال کرنا جائز ہے ان تینوں صورتوں کے علاوہ سوال کرنا اے قبیصہ حرام ہے اور سوال کرنے والا حرام کھانے والا ہے۔ (از سنن نسائی جلد دوم صفحہ ۱۲۰)

حدیث : عن عائشۃ قالت ما شبع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من خبز شعیر یومین متتابعین حتی قبض جامع الترمذی۔ ج ۲ - ۱۱۴)۔

حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو روز متواتر جو کی روٹی پیٹ بھر کر

نہیں کمائی یہاں تک کہ آپکا وصال ہو گیا۔

حدیث : عن ابی ھریرہ قال ما شبع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واھلہ ثلاثاً تباعا من خبز البر حتی فارق الدنیا ھذا حدیث حسن صحیح (از جامع ترمذی شریف جلد دوم صفحہ ۱۱۴)

ترجمہ : حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اہل وعیال نے کبھی مسلسل تین روز تک گیہوں کی روٹی سے پیٹ نہیں بھرا۔ یہاں تک کہ آپ دنیا سے رخصت ہو گئے۔

حدیث : وعن ابو ھریرہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر الکسب کسب ید العامل اذا نصح (از مسند احمد ج ۲ صفحہ ۳۳۴)

ترجمہ : حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے بہترین کمائی ہاتھ سے کام کر کے کمانے کا عمل ہے اگر وہ خلوص سے کرے۔

عن المقدام عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ما اکل احد طعاما قط خیراً من ان یاکل من عمل یدہ وان نبی اللہ داؤد کان یاکل من عمل یدہ (از بخاری شریف باب البیوع باب ۱۰)

ترجمہ : حضرت مقدام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے جو اپنے ہاتھ سے کام کر کے کھاتا ہے وہی سب سے بہتر کھانے والا ہے اور اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام بھی اپنے ہاتھ سے کما کر کھاتے تھے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں صحابہ کرام نے مسلسل فاقے کی صعوبتیں برداشت کیں لیکن کسی کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلایا اور نہ محنت مزدوری سے جی چرایا جس سے معاشرہ میں مفت خوری اور گداگری جیسا مرض پھیلے بلکہ محنت مزدوری کر کے روزی کمائی۔

قرآن کریم اور حدیث پاک کی اس وضاحت سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک مسلمان کے لئے اسلام اور ایمان کی نعمت جیسی عزت و دولت پوری دنیا کی نعمتوں سے زیادہ ہے کیونکہ مسلمان خدا تعالیٰ کے سوا کسی کی پروا نہیں کرتا وہ کسی کے سامنے نہیں جھکتا اور نہ ہی کسی کے سامنے ہاتھ پھیلاتا ہے اس خودداری کو قائم رکھنا اسلام کی عزت کو قائم رکھنا ہے۔ لہٰذا مسلمان ہونے کی بنا پر ہمارے معاشرے میں مفت خوری یا گداگری کی کوئی گنجائش

نہیں ہے۔

ان تمام باتوں کے ساتھ ساتھ ہمیں اس برائی کی جڑ کو سمجھنا ہوگا کہ یہ کیونکر اور کن حالات میں پھلتی پھولتی ہے اور پورے معاشرہ کو اپنی لپیٹ میں لے کر اندھیروں میں بھٹکا دیتی ہے۔ درج ذیل وجوہ اس کی ابتدا کی نشاندہی کرتے ہیں۔

۱۔ ہمارے دولت مند اور مالدار لوگ اپنی اپنی ذمہ داریوں کو پورا نہیں کرتے بلکہ سرخروئی حاصل کرنے کی بجائے چند سکے محتاجوں معذوروں اور ناداروں لوگوں میں بانٹ کر ثواب حاصل کر لینا ہی کافی سمجھتے ہیں لہذا مفت خوری یا گداگری کا موجودہ بڑھتا ہوا رجحان ایسے لوگوں کی تقسیم خیرات ہی کا نتیجہ ہے۔

۲۔ نادار کو بھیک دے کر ان کی مدد کرنے کو مقدس رسم بنانا معاشرہ میں فائدہ کی بجائے نقصان دہ ہے ماضی کے اسلامی معاشرے میں سرکاری امداد سے لوگوں کی خبر گیری معقول طریقے سے ہو جاتی تھی کیونکہ ہمارا اقتصادی نظام بھی ایسا تھا کہ بھیک اور مفت خور بننے کی نوبت مشکل سے آتی تھی امدادی رقوم انصاف کے ساتھ تمام لوگوں کی فلاح پر خرچ کی جاتی تھیں بیت المال کے ادارے زکوٰۃ صدقات۔ صدقہ فطر عشر وغیرہ تھے لوگ اور حکومت ہر وقت اپنی اپنی ذمہ داریوں کو سامنے رکھ کر عمل پیرا تھے اس طرف سے غفلت کی بنا پر ہمیں بے شمار اقتصادی اور معاشرتی مشکلات کا سامنا ہے اس وقت گداگر گلی گلی میں نظر آتے ہیں اور یہ مختلف قسموں یا طبقوں میں بٹے ہوئے ہیں۔

۱۔ ایسے کچھ لوگ جو ذہنی یا جسمانی طور پر اپاہج ہیں اور کوئی کام کاج نہیں کر سکتے۔

۲۔ ایسے لوگ جن کو کوئی روزگار نہیں ملتا یا قدرتی آفات کا شکار ہو گئے ہیں۔

۳۔ ایسے لوگ جو پیدائشی طور پر مفت خور یا گداگر ہیں کیونکہ یہ ایسے خاندانوں میں پیدا ہوتے ہیں جو پشت ہا پشت سے گداگری کا پیشہ اختیار کئے ہوئے ہیں۔

۴۔ یہ وہ گروہ ہے جن کے خیال میں کام کرنے کی نسبت مفت خوری یا بھیک مانگنا آسان اور نفع بخش ہے اس پیشے کی وسعت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ پاکستان میں کوئی جگہ خالی نہیں ہے سڑکوں، بازاروں، عبادت گاہوں غرضیکہ ہر عام و خاص جگہ ان کا جمگھٹا رہتا ہے بعض علاقوں میں ان کی باقاعدہ

تنظیم ہے ان میں سے بعض گروہ جاسوسی، چوریاں، منشیات کا کاروبار، سمگلنگ اور بچوں کا اغوا وغیرہ جیسے بھیانک جرائم کے مرتکب ہوتے ہیں۔

لہذا ہمیں معاشرہ سے ایسی قبیح لعنت کو ختم کرنے کے لیے انفرادی اور اجتماعی یا سرکاری سطح پر ایسے ادارے قائم کرنے چاہئیں جو ایسے مفت خوروں کو روزگار مہیا کر کے کسب حلال کی عادت ڈالیں اور ان کی صحیح ضروریات کو پورا کر کے پورے معاشرے کو اسلامی سانچہ میں ڈھالیں۔ لہذا زکوٰۃ، صدقات عشر وغیرہ کے جہاں دوسرے اہم مصارف ہیں وہاں اس اہم ترین مصرف کو بھی پوری اہمیت دے کر مسئلہ کو حل کیا جا سکتا ہے۔